تحقیق وتنقید

کیا مصحفِ عثمانی صرف ایک قراءت پر مشتمل ہے؟

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

حدیث نبوی میں مصحفِ عثمانی کی تدوین اور اختلافِ قراءت سے متعلق روایات واحادیث کا تجزیہ کرنے کے بعد بعض محدثینِ کرام، علمائے اسلام اور ماہرین قرآنیات نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تمام قراءات کو مٹا کر صرف ایک قراءت پر امتِ اسلامیہ کو جمع کر دیا۔ اس کو ایک کارنامۂ عثمانی قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ امت مسلمہ کے اختلاف کو دور کر کے ان کو یہود ونصاریٰ کی طرح کتابِ الٰہی سے غافل ہونے اور اختلاف ونزاع میں پڑنے سے بچالیا۔ اس قرآنی وحدت کے ذریعہ تمام امتِ اسلامیہ کی وحدت واتحاد کو قائم واستوار اور جاری وساری کر دیا۔

قراءتِ واحدہ پر اجماع واجتماعِ امت کا نظریہ اکابرِ اسلام کے علاوہ متاخرین کے ہاں بھی موجود ہے، کیونکہ ہمارے متاخر علماء کرام بالعموم اکابر وسلف کی رایوں کو بلا تحقیق وتمحیص قبول کر لیتے ہیں اور اسے حتمی قرار دینے لگتے ہیں۔

ائمہ حدیث میں حافظ ابن حجرؒ کا بڑا مقام ہے۔ انہوں نے بھی اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ مشہور روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ''حتّی حین'' کو ''عتّی حین'' پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو تنبیہ کی کہ قرآن ہذیل کے لغت پر نازل ہوا، لہٰذا لوگوں کو قریش کے لغت کے مطابق پڑھایا کرو، نہ کہ لغتِ ہذیل کے مطابق۔ حافظ موصوف کا اس پر تبصرہ معنی خیز ہے: ''اور یہ واقعہ حضرت عثمان کے ایک قراءت پر لوگوں کو جمع کرنے سے قبل پیش آیا تھا...''[۱]

یہ خیال صرف آٹھویں صدی ہجری/ چودھویں صدی عیسوی کے امامِ حدیث کا نہیں ہے، ان کے پیش رو حارث محاسبیؒ (م ۲۴۳ھ/ ۸۵۷ء) کا بھی ہے جو حضرت عثمانؓ

سے صرف دو سو سال کے اندر اندر اس خیال کے امام بن چکے تھے۔ امام سیوطیؒ (۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء-۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) نے اس سے ملتے جلتے بعض اور خیالات کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور ان کے فنی پیش رو امام بدرالدین زرکشیؒ (م۷۹۴ھ/۱۳۹۲ء) نے بھی لکھا ہے کہ قراءتِ واحدہ پر اجماع ہوا تھا۔ تلاش وتفحص سے متعدد دوسرے ائمہ سلف واکابر کے خیالات وآراء کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اولین مصادر اور بنیادی کتب میں جو اصل حقیقت سے متعلق روایات موجود ہیں وہ نظر سے قطعی اوجھل ہو گئیں اور بعد کے لکھنے والوں نے صرف اسی خیال ونظریہ کو واحد حقیقتِ ثابتہ بنا دیا کہ مصحفِ عثمانی صرف ایک قراءت پر مشتمل تھا اور باقی تمام قراءات یا حروفِ سبعہ کو ختم اور محو کر دیا گیا جن پر قرآن مجید کا نزول امت اسلامی کی سہولت کی خاطر رحمتِ عالم ﷺ کی خصوصی دعا پر رب العالمین اور غفور رحیم نے اپنے دوامی کلام میں ابد تک کے لیے کیا تھا۔

مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ ہمارے معاصر علماءِ ہند میں ایک بڑے مقام کے مالک ہیں۔ انہوں نے اپنی تصنیف 'عثمان ذوالنورین' میں حافظ ابن کثیرؒ (۷۰۱ھ/ ۱۳۰۱ء-۷۷۴ھ/۱۳۷۳ء) کی ایک عبارت اس موضوع پر نقل کی ہے: "من مناقبه الكبار وحسناته العظيمة انه جمع الناس علی قراءة واحدة" (حضرت عثمان کی ایک بڑی منقبت اور ان کی نیکیوں میں ایک عظیم نیکی یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو ایک قراءت پر جمع کر دیا)۔ اس کے بعد انہوں نے علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی رائے بھی نقل کی ہے کہ حضرت عثمانؓ امت میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے پوری امت کو ایک قراءتِ قرآن پر جمع کر دیا"۔ مولانا اکبر آبادی بھی ان کی اس رائے سے متفق نظر آتے ہیں۔[۲]

یہاں ایک بہت بڑا، بنیادی اور اہم سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کے مطابق آپ ﷺ کی درخواست ہی پر اللہ تعالیٰ نے امتِ اسلامی کی سہولت کی خاطر سات حروف پر قرآن مجید نازل کیا تھا اور وہ سات حروف عہدِ صدیقی میں جمع کردہ صحف میں موجود تھے اور عہدِ نبوی سے عہدِ عثمانی تک ان حروف پر

قرآن مجید کی قراءت کی جاتی تھی۔ لہذا حضرت عثمانؓ کو یہ حق کیسے حاصل ہو گیا کہ وہ صرف ایک حرف (قراءت) پر مصحف/ مصاحفِ عثمانی کو مرتب فرمادیں اور تمام دوسرے حروف منزل من اللہ کو اپنے خیال سے مٹا ڈالیں؟

''قراءتِ واحدہ'' سے مراد مذکورہ بالا تمام اہل علم نے ''حرف واحد'' ہی لیا ہے اور اس کی تعیین بھی بلا تکلف وتردد حرف وقراءت ولغت قریش سے کی ہے۔ انہوں نے یہ تاثر دیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان اموی نے اپنے مصاحفِ عثمانی کو صرف قراءت واحدہ یعنی قراءت قریش کے مطابق لکھوایا تھا اور باقی کو خارجِ مصحف کر دیا تھا۔ قراءت واحدہ پر جمع کرنے کے خیال کے حامی تمام اہلِ علم کے ہاں یہی نتیجہ یا استنباط پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ صراحت و وضاحت کے ساتھ پایا جائے یا مضمر طور سے۔ بالواسطہ اس کا ذکر ہو یا بین السطور وہ پڑھا جائے۔ ۳

لیکن ہماری مستند روایات و آثار اور ان سے زیادہ صحیح احادیثِ نبویہ ثابت کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے بکھرے ہوئے اوراق وصحفِ صدیقی کو ایک مصحف میں جمع کیا تھا۔ حافظ ابن حجرؒ نے ابن ابی داؤدؒ کی سندِ صحیح سے مروی ایک روایت حضرت سوید بن غفلہؒ سے نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: ''حضرت عثمانؓ کے بارے میں سوائے خیر کے اور کچھ نہ کہو۔ اللہ کی قسم انہوں نے مصاحف میں جو کچھ کیا وہ ہمارے ایک گروہ کے مشورے سے کیا۔ انہوں نے پوچھا: تم لوگ اس قراءت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ مجھے بعض لوگوں کا قول پہونچا ہے کہ میری قراءت تمہاری قراءت سے بہتر ہے اور یہ بات کفر تک پہونچ سکتی ہے۔ ہم نے عرض کیا: آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: ہماری رائے یہ تھی کہ لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیں، تا کہ کوئی نزاع واختلاف نہ پیدا ہو۔ ہم نے عرض کیا: آپ کا خیال ہی سب سے اچھا تھا'' ۴

یہ روایتِ امام سیوطی نے اپنی الاتقان میں بھی نقل کی ہے اور بعض دوسرے علماء کرام نے اپنی تحریروں میں۔ ۵

اس روایت میں جو اہم ترین بات بلکہ حقیقت بیان ہوئی ہے وہ یہ کہ صحابہ کرام

کے مشورے سے قرآن کریم کو ایک مصحف (مصحف واحد) میں جمع کیا گیا تھا نہ کہ ایک قراءت پر۔ مصحف واحد پر جمع کرنا الگ بات ہے اور قراءتِ واحدہ پر جمع کرنا الگ بات ہے۔ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے جسے بالعموم نظرانداز کر دیا گیا ہے۔

امام زرکشیؒ و امام سیوطیؒ نے اس باب میں ایک اور روایت بھی نقل کی ہے جو دوسرے متقدمین ومتاخرین کے یہاں بھی موجود ہے۔ یہ روایت حضرت عثمانؓ کے مصحف کی قراءتِ واحدہ یا تمام نبوی قراءات (ساتوں حروف) کے باب میں نہایت اہم ہی نہیں، حقیقت نما بھی ہے۔ وہ امام ابو بکرؒ کی 'کتاب الانتصار' کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی مانند قرآن کریم کو صرف دو دفتیوں (بین الدفّتین) میں جمع کرنے کا ارادہ نہیں کیا، بلکہ انہوں نے تمام مسلمانوں کو ان تمام معروف اور ثابت قراءتوں پر بھی جمع کر دیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول چلی آ رہی تھیں۔ اور جس قدر قراءتیں ان کے سوا پیدا ہو گئی تھیں ان کو مٹا دینا چاہا۔ انہوں نے دراصل مسلمانوں کو ایک ایسا مصحف دیا جس میں کوئی تقدیم وتاخیر اور تاویل نہیں۔ وہ تنزیل الٰہی کے مطابق تھا۔[۶]

اس روایت میں یہ صراحت پائی جاتی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان امویؓ کے جمع کردہ مصحف میں ساتوں حروف (تمام نبوی قراءتیں) پائی جاتی ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی محو نہیں کی گئی۔ قراءتِ واحدہ پر جمع کرنے سے اگر نبوی قراءات پر جمع کرنا مراد لیا جائے تو صحیح ہوگا۔[۷] مگر قراءت واحدہ کے نظریہ کے حاملین اس سے مراد صرف قراءتِ قریش لیتے ہیں۔ حالانکہ قراءتِ قریش بھی واحدہ نہیں تھی، جیسا کہ حضرت عمرؓ و ہشامؓ- دو قریشیوں- کی مختلف قراءتوں کی حقیقت سے ثابت ہوتا ہے۔ اس سے لغاتِ عرب کے سبعۃ احرف ہونے کی بھی تردید ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مصحفِ عثمانی میں سارے کے سارے سبعۃ احرف موجود تھے اور آج بھی ہیں۔ اس حقیقت کے بعض شواہد و دلائل احادیث نبوی کے ذخیرہ بالخصوص مصاحفِ عثمانی سے متعلق احادیثِ کریمہ اور محدثینِ کرام کے مباحث میں بھی ملتے ہیں اور دوسرے اکابر اہلِ علم کے خیالات ونظریات اور نگارشات میں بھی موجود ہیں۔

۱۔ حافظ ابن عساکر نے مشہور تابعی عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کی ہے۔ فرماتے تھے کہ حضرت عثمان میں دو صفتیں ایسی ہیں جو ان کو شیخین پر بھی ترجیح دیتی ہیں: ایک ان کا صبر جس کا انجام شہادت ہوا اور دوسری صفت یہ کہ انہوں نے پوری امت کو 'ایک قرآن' پر جمع کر دیا۔ ۸

یہ روایتِ تفصیل بعض دوسرے اکابرِ حدیث وسیرت نے بھی بیان کی ہے اور اس میں ایک قرآن یعنی 'ایک مصحف' پر جمع کرنے کی بات کہی گئی۔ ۹

۲۔ مصحفِ عثمانی بنیادی طور پر صحفِ صدیقی پر مبنی تھا۔ اور صحفِ صدیقی کے بارے میں کسی کو شبہ نہیں کہ وہ سبعۃ احرف (ساتوں حروف) تمام قراءتیں رکھتے تھے۔ حدیثِ نبوی کی تمام روایات کا اتفاق ہے کہ مصحفِ عثمانی دراصل عہد صدیقی میں جمع کردہ صحیفوں پر مبنی تھا۔ حافظ ابن ابی داؤد نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے بعض الزامات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا: ''میں نے قرآن کو اختلاف سے بچایا ہے۔ تم جس حرف پر چاہو اسے پڑھ سکتے ہو''۔ ۱۰ ہم نے مصاحفِ عثمانی کی تدوین وترتیب سے متعلق اپنے مضمون میں ان تمام روایات کا تجزیہ کیا ہے۔ ۱۱

۳۔ حضرت عثمان بن عفانؓ نے اختلافِ قراءت کی صورت میں قریشی قراءت کو ترجیح دینے کی ہدایت کی تھی۔ اس کا غلط مطلب نکالا گیا ہے۔ حضرت زید بن ثابت خزرجیؓ سے متعلق تین قریشی مرتبین کو جو حکم دیا گیا تھا وہ صرف ان مقامات سے متعلق تھا جہاں حضرت زید خزرجی اور قریشی اکابر اختلاف کرتے اور صرف ان میں مختلف فیہ مقامات پر قریشی قراءت کو ترجیح دینی تھی نہ کہ تمام آیاتِ قرآنی اور سورتوں میں قریشی قراءت کا پابند بنانا تھا۔ قریشی حضرات اور حضرت زید خزرجی نوجوان صحابہ تھے اور اس حقیقت سے واقف تھے کہ عہدِ صدیقی میں حضرت زید کے مرتبہ 'صحف' رسولِ اکرم ﷺ کی قراءتوں پر مبنی تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس کی جرات نہیں کر سکتے تھے کہ وحی لانے والے اور معلمِ اول کی تعلیمات وہدایت سے روگردانی کریں۔

۴۔ حضرت عثمانؓ کے مصاحف کے بارے میں یہ حدیث موجود ہے کہ وہ

رسولِ اکرم ﷺ کے آخری معارضہ پر مبنی ہے۔ جو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی زندگی کے آخری برس کے رمضان میں دوبار کیا تھا۔ گویا کہ وہ آخری تدوین تھی۔ اسی پر صحفِ صدیقی مرتب کیے گئے تھے اور پھر ان مرتبہ نسخوں/ اوراق پر مصحفِ عثمانی کو مدون و مرتب کیا گیا تھا۔۱۲

۵۔ تدوینِ مصاحفِ عثمانی میں خلیفہ سوم ؓ کا قائدانہ کردار تھا کہ آپ کے حکم سے ان کی تدوین ہوئی تھی، لیکن اصل کارِ کتابت رسول اکرم ﷺ کے کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت ؓ نے انجام دیا تھا۔ وہی 'صحفِ صدیقی' کے مرتب اور کاتب بھی تھے۔ کام کے پھیلاؤ کی خاطر جب ایک اور کاتب کی خدمات حاصل کی گئیں تو نگاہِ انتخاب ایک دوسرے کاتبِ وحی حضرت ابی بن کعب خزرجی ؓ پر پڑی جو رسولِ اکرم ﷺ کے عہدِ مدینہ میں کتابتِ وحی کے کارِ عظیم سے پوری طرح وابستہ تھے۔ اس ضمن میں یہ نکتہ بھی ذہن میں رہنا ضروری ہے کہ مدنی عہد میں کتابتِ قرآن کی خدمات انجام دینے والے بعض دوسرے صحابہ کرام بھی تھے۔ ان میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی ؓ کا نام نامی بطور ایک مستقل کاتبِ نبوی اور بطور ثقہ کاتبِ قرآن کے نمایاں ہے۔ دوسرا اہم نکتہ یہ بھی ذہن نشین رکھنا لازمی ہے کہ مدینہ منورہ کے ان کاتبین کرام اور دوسرے کاتبینِ نبوی نے صرف مدنی سورتوں کی کتابت کی تھی۔

۶۔ مکہ مکرمہ کے تیرہ سالہ دورِ نبوی میں کتابتِ قرآن کی خدمت مکہ کے قریشی اور غیر قریشی صحابہ نے انجام دی تھی۔ قریشی حضرات میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے علاوہ متعدد دوسرے کاتبین شامل تھے۔ ان میں حضرت عثمان نہ صرف ایک اہم ترین کاتبِ قرآن تھے، بلکہ ماہرِ فن اور عظیم ترین رفیقِ نبوی بھی تھے۔ وہ دامادِ رسول بھی تھے۔ غیر قریشی حضرات میں حضرت شُرَحبیل بن حسنہ کندی ؓ جیسے بزرگ مکی صحابی کا نام ملتا ہے۔ جو مختلف عرب قبائل کے افراد تھے ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلی ؓ جیسے امامِ قوم اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ عبشمی ؓ جیسے معلم بھی شامل تھے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن سے رسولِ اکرم ﷺ نے قرآن مجید براہ راست سیکھنے کا حکم دیا تھا جو ان کے تبحّرِ قرآنی کی عظیم دلیل ہے۔

۷۔مکی عہد نبوی میں جو اوراق وصحفِ قرآن مجید مرتب کیے گئے تھے وہ تحریری طور سے موجود ومحفوظ رہے اور مختلف صحفِ صحابہ کی شکل میں بھی موجود وشائع رہے۔ان میں حضرت خباب بن ارت تمیمیؓ کے 'صحیفہ' کا ذکر بہت نمایاں ہے۔یہ مکی صحف نہ صرف مکہ میں موجود ہے، بلکہ پورے کے پورے یا ان کے اجزاء مختلف صحابہ کرام کے ساتھ عرب کے مختلف قبیلوں میں، حتی کہ مہاجرین حبشہ کے ذریعہ وہ غیر عرب ملک میں بھی روشناس تھے، گویا کہ وہ آفاق میں پھیل گئے اور آفاقی صحیفے بن گئے۔ظاہر ہے کہ یہ تمام مکی صحف بالخصوص اوراق وقراطیس پر مبنی صحیفے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ میں اور پورے مدنی نبوی دور میں موجود ومحفوظ رہے۔عہدِ صدیقی میں حضرت زید خزرجیؓ کے مرتبہ 'صحف' میں وہ شامل کیے گئے۔حضرت زید بن ثابت خزرجیؓ نے ان کی از سرِ نو کتابت نہیں کی تھی۔ان کو صرف جمع اور مرتب ومدون کر کے یکجا کیا تھا۔

۸۔ مصحفِ عثمانی کی ساری کی ساری بنیاد صرف تحریر شدہ اوراق وقراطیس پر ہی نہیں تھی، بلکہ لوگوں کے حفظ اور یادداشت سے بھی ان کی تصدیق وتائید طلب کی گئی تھی۔عہدِ صدیقی کے تمام 'صحف' باقاعدہ لکھ لیے گئے تھے۔ان کے جمع وتدوین کے بارے میں روایات گواہی دیتی ہیں کہ بہت سی آیات تحریروں، مصحفوں، صحیفوں میں نہیں ملیں، بلکہ صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ تھیں اور ان سے جمع کی گئیں۔

حضرت عثمانؓ کے مرتبہ مصاحف میں سینوں میں محفوظ آیات کی نوعیت، تصدیقی وتائیدی تھی۔تنزیلِ قرآن کے پہلے مکی دن سے اس کے آخری مدنی دن تک رسولِ اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور دوسرے مسلمان قرآن کی تلاوت وقراءت برابر کرتے رہے تھے۔۔یہ قراءت وتلاوت نمازوں میں بھی ہوتی تھیں اور باہر بھی۔شخصی تلاوت کے علاوہ تحریری مصاحف عثمانی کی قراءتوں کی تصدیق ظاہر ہے زبانی قراءت وتلاوت قرآن سے بھی کی گئی تھی، ورنہ اس پر اعتراض ہوسکتا تھا۔حضرات عمر عدویؓ اور ہشام اسدیؓ جیسے قریشی صحابہ کی مختلف قراءتوں کے علاوہ متعدد دوسرے غیر قریشی صحابہ جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلیؓ کی قراءت بھی اس میں شامل تھی اور یہ سوچا بھی نہیں

جا سکتا کہ رسمِ خطِ عثمانی نے ان مختلف قراءتوں کو ختم کر دیا ہوگا۔

۹۔ اختلافِ قراءت کے ضمن میں امام ابن قتیبہ دینوریؒ جیسے امامانِ فن کے ہاں جو درجہ بندی پائی جاتی ہے وہ حضرت عثمانؓ کے متعین کردہ دائرے سے باہر نکل گئی ہے۔ ان کے ہفت اقسام درجہ بندی میں آخری چار جو مختلف الفاظ وکلمات اور قرآن کی تقدیم وتاخیر اور کمی بیشی سے بحث کرتے ہیں، سبعۃ احرف سے متعلق ہرگز نہیں ہیں، بلکہ صحابۂ کرام کے تفسیری کلمات کو بھی اپنی حدودِ بحث میں لے لیتے ہیں۔ یہ حقیقت دراصل اوجھل ہو کر رہ گئی ہے کہ وہ قرآنی کلمات ہیں نہ الٰہی تنزیل اور نہ نبوی قراءت، لہٰذا ایسی تمام اختلافی قراءتوں کا گذر مصحفِ عثمانی میں نہ ہو سکا کیونکہ وہ قرآنی نہ تھے، وہ انسانی اور غیر الوہی اضافے تھے گذشتہ بحث سے یہ اصول طے پا چکا ہے کہ اختلافِ قراءت میں وہی قرآنی عبارت معتبر ہے جو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ومنقول ہے۔

۱۰۔ رسمِ خطِ مصحفِ عثمانی کے مطابق امام ابن قتیبہ دینوریؒ وغیرہ کی اولین تین اقسامِ قراءت آتی ہیں، لہٰذا وہ قابلِ قبول ہیں۔ سورۂ فرقان کی اختلافی قراءتوں سے متعلق جو بحث ہم نے کی ہے اس میں یہ حقیقت روشن ہو چکی ہے کہ مصحفِ عثمانی میں بھی تمام اختلافاتِ قراءت کی رعایت کی گئی ہے جو حضرات عمرؓ اور ہشامؓ کے درمیان رہے تھے، یا جو سبعۃ احرف کے مطابق تھیں۔ متعدد احادیث میں بعض صحابۂ کرام کے ایسے اختلافات کا ذکر ملتا ہے اور وہ بھی مصحف عثمانی کے رسم خط سے ہم آہنگ ہیں۔ مثلاً حضرت ابن عباسؓ سورۂ بقرہ: ۱۸۴ کو "وعلی الذین یُطَوَّقونه فدیة طعام مسکین" پڑھا کرتے تھے، جب کہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ عام ومعروف قراءت کے مطابق "یُطِیْقُوْنه" پڑھتے تھے۔ [۱۳] حضرت عائشہؓ سورۂ یوسف: ۱۱۰ کو "وَظَنُّوا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِّبُوا" قراءت فرماتی تھیں اور اس کی دلیل بھی دیتی تھیں، جب کہ دوسرے صحابہ کرام معروف قراءت کے مطابق آخری لفظ کو کُذِبُوا (بلا تشدید ذال) تلاوت کرتے تھے، جو تعلیم نبوی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اسی سورہ کی آیت: ۲۳ کو "هیت لک" پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم اس کو اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ [۱۴]

سورۂ حجر-۱۸ کی قراءت ''فُزِّع'' بھی ہے جو معروف ہے اور بلا تشدید زا بھی ہے[۱۵] سورۂ اسراء: ۱۶ میں واقع فقرہ: ''اَمَرنا مُترفیھا'' کے اولین لفظ کو ''اَمَرنا'' بھی پڑھا گیا ہے جو معروف و متداول ہے اور ''اِمَّرنا'' بھی جو دوسری لغت ہے اور جائز ہے۔ دلچسپ بات ہے کہ امام بخاریؒ نے حدیثِ ہرقل میں واقع قولِ ابوسفیانؓ: ''لقد أَمِرَ اَمْرُ ابن ابی کشبۃ'' سے اس کی سند بھی فراہم کی ہے[۱۶] ایک اہم حدیث (۴۸۸۴) ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ قمر کی آیت ترجیع ''وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُدّکِرْ'' میں آخری لفظ کو ''مُذَّکر'' ذال سے پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا یہ ''مُدّکر'' ہے[۱۷]

ایسی تمام قراءاتِ نبویہ کا استقصاء کیا جائے تو واضح ہوگا کہ وہ سب کی سب مصحفِ عثمانی میں موجود ہیں کہ یہی رسمِ خط نبوی تھا۔

۱۱۔ مصاحفِ عثمانی کی تدوین اور ان کے تمام امصار و دیارِ اسلام میں نفاذ کے بعد تمام دوسرے مصاحفِ صحابہ حضرت عثمان بن عفانؓ امیر المومنین و خلیفۂ وقت کے حکم سے اس طرح ختم کر دیے گئے کہ ان میں سے ایک بھی نہیں بچا۔ خلیفۂ اسلام اور ان کے امراء و عمال اور والیوں نے اس حکم کو بڑی سختی سے نافذ کیا، تاہم یہ حقیقت بھی نظر آتی ہے کہ بعض قاری-صحابہ کرام- میں سے کم اور متاخر مسلمانوں میں سے زیادہ اور بالعموم مشہور قراء کرام قرآن مجید کی مختلف آیاتِ کریمہ کی تلاوت مختلف انداز سے کرتے تھے جو معروف قراءت سے علٰحدہ تھی۔ زبانی ترسیل و تعلیم کے علاوہ تحریری تلاوت و قراءت کے لیے ان کے پاس صرف مصاحفِ عثمانی یا ان کی اپنی نقول تھیں اور ان کی اپنی نقول سب کی سب اور تمام تر مصاحفِ عثمانی پر پوری طرح سے مبنی تھیں، یعنی ان کے رسمِ خط کے مطابق ہی تھیں، لہٰذا ان کی مختلف قراءتیں مصاحفِ عثمانی کے اندر ہی پائی جاتی تھیں اور اسی بنا پر وہ مختلف قراءتیں کرنے کی آزادی برت رہے تھے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ اور دوسرے تمام اہلِ علم نے ایسی تمام اختلافی قراءتیں نقل کی ہیں اور وہ سب کی سب مصحفِ عثمانی کے اندر تھیں۔

۱۲- امام زرکشیؒ اور دوسرے اہل علم نے یہ بحث کی ہے کہ قرآن مجید میں سات حروف موجودہ مصحف عثمانی میں باقی ہیں یا نہیں؟ ایک خیال کے قائلین بھی ہیں اور دوسرے کے بھی۔ جن علماء و اکابر کا خیال ہے کہ حروف سبعہ مصحفِ عثمانی میں باقی نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ شروع میں عربوں کے مختلف قبائل وطبقات کو آسانی کی خاطر یہ سہولت دی گئی تھی، آخری زمانہ میں جب ان کی زبانیں قراءت کی عادی ہوگئیں تو باقی چھ حروف خود عہد نبی میں ختم کر دیے گئے تھے، جس کا ثبوت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری معارضۂ حضرت جبریل علیہ السلام ہے۔ امام زرکشیؒ نے ان علماء اسلام کے نام بھی لیے ہیں۔ امام موصوف نے دوسری جگہ بحث میں یہ لکھا ہے کہ قاضی ابوبکر کا رجحان ہے کہ موجودہ مصحف عثمانی میں تمام حروف سبعہ ہیں اور امام شاطبیؒ کا یہی قول ہے۔[۱۸]

لیکن سات حروف کی سہولت کے ختم کیے جانے کی دلیل میں صرف عربوں کے عادی ہونے کی بات کہی گئی ہے، تمام امت کی نہیں۔ امتِ محمدی تو اولین عربوں کے بعد اور عجمیوں میں بھی ہونی مقدر تھی۔ قرآن کریم جو آفاقی ہے اس کو صرف اولین عرب کی سہولت تک محدود کرنا غیر منطقی ہے اور غیر اسلامی بھی۔ لہٰذا دوسرے شواہدِ تاریخی اور دلائلِ قطعیہ کے علاوہ منطق اور عقل سلیم بھی تقاضا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں وہ سہولتِ ربانی بھی دوامی ہو، رسول اکرم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ نے تمام امت کی خاطر دُعا مانگی تھی اور وہ قبول ہوئی۔

حواشی ومراجع

۱۔ وكان ذلك قبل ان يجمع الناس على قراءة واحدة (فتح الباری، ۹/۳۵)

۲۔ سعید احمد اکبر آبادی، عثمان ذوالنورین، ص ۳۱۴

۳۔ سیوطی، الاتقان، نوع ۱۶، ۱۸، ۱/۶۱، اردو ترجمہ، ۱/۱۳۱-۱۳۲ میں یہی خیال ہے کہ مصحف عثمانی حروف سبعہ پر مشتمل نہ تھا

۴۔ ’’فاخرج ابن ابی داؤد باسناد صحيح من طريق سويد بن غفلة قال: قال علی: لا تقولوا فی عثمان الاخيرا. فوالله ما فعل الذی فعل فی المصاحف الاعن ملأ منّا. قال: ماتقولون فی هذه القراءة؟ لقد بلغنی ان بعضهم يقول:

ان قـراء تـی خیر من قراء تک وھذا یکاد ان یکون کفرا ، قلنا: فماتری قال: اری ان نـجـمع الناس علی مصحف واحد فلا تکون فرقة ولا اختلاف. قلنا: فنعم مارایت "۔ فتح الباری۹/۲۴

۵۔ الاتقان، نوع ۱۸، ا/ ۶۱-۶۲؛ اردو ترجمہ ا/ ۱۶۰-۱۶۱، زرکشی، البرہان، ا/ ۲۳۶-۲۳۷

۶۔ الاتقان، نوع ۱۸، ا/ ۶۱؛ اردو ترجمہ ا/ ۱۶۱۔ البرہان فی علوم القرآن، ا/ ۲۳۵-۲۳۶

۷۔ البرہان، ا/ ۲۳۷

۸۔ عثمان ذوالنورین، ص ۳۱۴ بحوالہ البدایہ والنہایہ، ۷/ ۲۱۶

۹۔ حافظ ابن ابی داؤد نے بھی مصحف پر جمع کرنے کی بات کہی ہے: خـصـلتـان لـعـثـمـان بـن عـفـان لیستـا لابـی بـکـر و لا لـعمر، صبر نفسه حتی قتل مظلوماً و جمع الناس علی المصحف (کتاب المصاحف، ص ۱۳)

۱۰۔ امـا الـقـرآن فـمـن عـنـدالـلـه، انـمـا نهیتـکـم لانی خفت علیکم الاختلاف ، فاقرء وا علی ای حرف شئتم (کتاب المصاحف، ص ۳۶)

۱۱۔ ملاحظہ کیجئے مضمون 'مصاحف عثمانی کی ترتیب وتدوین - احادیث کی روشنی میں' شائع شدہ سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی، جنوری - مارچ ۲۰۰۴ء، ص ۱۷-۳۲

۱۲۔ البرہان، ا/ ۲۳۲، بحوالہ صحیح بخاری "انّ جبـرئـیـل کـان یـعـارضـنـی بـالـقـرآن کـل سنة، وانـه عـارضـنـی العام مرتین ، ولا اراه الاحضور اجلی" امام بخاری نے اس روایت کو متعدد جگہوں پر بیان کیا ہے۔

۱۳۔ بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ البقرۃ، فتح الباری ۸/ ۲۲۵-۲۲۷

۱۴۔ وانما نَقرء ھا کما عُلِّمنا ھا۔ بخاری، سورہ یوسف، فتح الباری ۸/ ۲۳۷، ۴۶۱، ۴۶۶

۱۵۔ ایضاً، فتح الباری ۸/ ۴۸۳

۱۶۔ ایضا، فتح الباری ۸/ ۵۰۲

۱۷۔ قرأت علی النبی ﷺ " فهل من مذکر "فقال النبی ﷺ "فهل من مُدّکر" فتح الباری، ۸/ ۷۸۶

۱۸۔ البرہان، ا/ ۲۲۳

کارکنانِ ادارۂ تحقیق کی دو اہم تصانیف

آزادیٔ فکر ونظر اور اسلام

مولانا سلطان احمد اصلاحی

آزادیٔ فکر ونظر دورِ حاضر کی ایک مسلّمہ قدر ہے جس کے حوالہ سے آج کا انسان اسلام سمیت دنیا کے تمام افکار و مذاہب پر تنقید کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ اسی طرح بین مذہبی گفتگو کا بھی اسے لازمی حصّہ سمجھا جاتا ہے کہ دیگر مذاہب ہی کی طرح اسلام پر بھی آدمی کو بھرپور تنقید کا حق ملے۔

اسلام دیگر مذاہب و افکار پر کھل کر تنقید کرنے اور ان کے کمزور پہلوؤں کی نشان دہی کرنے کو اپنا حق سمجھتا ہے، لیکن دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو اسلام پر اظہار خیال کرنے میں کچھ حدود کا پابند بناتا ہے۔

اس کتاب میں زیر بحث موضوع کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل اور مدلّل بحث کی گئی ہے جس سے ایک اہم دعوتی ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے۔

آفسیٹ کی خوبصورت طباعت، عمدہ ٹائٹل، صفحات: ۱۲۸ قیمت =/۴۰ روپئے

قرآن، اہلِ کتاب اور مسلمان

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

قرآنِ کریم میں اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے حالات پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات، ان کی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کی تفصیلات اور ان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے دی جانے والی سزاؤں اور تنبیہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اہلِ کتاب کے اس مفصل تذکرہ کا مقصد کیا ہے؟ اس میں مسلمانوں کے لیے عبرت ونصیحت کے کون سے پہلو ہیں؟ اور اس سے انہیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟ اس کتاب میں ان موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔ کتاب پر مولانا سید جلال الدین عمری کا مبسوط مقدّمہ بھی ہے۔

عمدہ کاغذ، آفسیٹ کی حسین طباعت، دیدہ زیب سرورق، صفحات: ۲۹۶ قیمت =/۷۰ روپئے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۱

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵